مثنوی

مثنوی عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں دو دو کیا گیا۔ادب کی اصطلاح میں مسلسل اشعار کے اس مجموعے کو ''مثنوی'' کہتے ہیں جس میں شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔لیکن ہر شعر کا قافیہ الگ ہوتا ہے۔مثنوی کے لیے اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہے۔اردو میں طویل مثنویاں بھی لکھی گئی ہیں اور مختصر بھی۔میر حسؔن کی ''سحر البیان'' اور دیا شنکر نسیؔم کی ''گلزارِ نسیم'' طویل مثنویاں ہیں۔نواب مرزا شوؔق کی ''زہرِ عشق'' نہ بہت طویل ہے نہ مختصر۔حاؔلی کی ''مناجاتِ بیوہ'' اور اقباؔل کا ''ساقی نامہ'' مختصر مثنویاں ہیں۔

طویل مثنویوں میں عام طور پر درج ذیل آٹھ اجزا ہوتے ہیں :

1۔ حمد و مناجات	2۔ نعت
3۔ منقبت	4۔ حاکمِ وقت کی مدح
5۔ اپنی شاعری کی تعریف	6۔ مثنوی لکھنے کا سبب
7۔ قصہ یا واقعہ	8۔ خاتمہ

ضروری نہیں کہ ہر مثنوی میں یہ تمام اجزا موجود ہوں۔موضوعات کے لحاظ سے مثنوی کا دامن بہت وسیع ہے۔

اردو کی قدیم مثنویوں میں زیادہ تر عشقیہ قصّے اور مذہبی و اخلاقی مضامین نظم کیے گئے ہیں۔مثنویوں میں تہذیب و معاشرت کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں۔

© NCERT not to be republished

میر تقی میرؔ

(1722 – 1810)

میر تقی میرؔ آگرہ (اکبرآباد) میں پیدا ہوئے۔ وہ دس سال ہی کے تھے کہ ان کے والد محمد علی عرف علی متقی کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ وہ آگرہ سے دہلی منتقل ہو گئے۔ اپنے سوتیلے ماموں اور اُردو کے مشہور شاعر و ادیب سراج الدین علی خانِ آرزوؔ کے ساتھ قیام رہا اور اُن سے علمی و ادبی فیض اُٹھایا۔ دہلی ہی میں ان کی ملاقات سید سعادت علی امروہوی سے ہوئی جنھوں نے میرؔ کو اُردو میں شعر گوئی کی طرف راغب کیا۔ 1782 میں نواب آصف الدولہ کی دعوت پر وہ لکھنؤ چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ میرؔ کا انتقال لکھنؤ میں ہوا۔

میرؔ نے بڑی تعداد میں شعر کہے ہیں۔ اُردو میں ان کے چھے دیوان ہیں۔ انھوں نے غزل کے علاوہ بہت اچھی مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ ان کی بڑائی کا اعتراف سب نے کیا ہے۔

میرؔ نے مثنویوں میں خیالی قصّوں کے بجائے حقیقی واقعات بیان کیے ہیں۔ کتاب میں شامل اس مثنوی میں میرؔ نے اپنے گھر کی ابتری کا حال بیان کیا ہے۔

© NCERT not to be republished

اپنے گھر کا حال

کیا کہوں میر اپنے گھر کا حال
اس خرابی میں، میں ہوا پامال

چار دیواری سو جگہ سے خم
تر تنک ہو تو سوکھتے ہیں ہم

لونی لگ لگ کے جھڑتی ہے ماٹی
آہ! کیا عمر بے مزہ کاٹی

بان جھینگر تمام چاٹ گئے
بھیگ کر بانس پھاٹ پھاٹ گئے

تنکے جاندار ہیں جو بیش و کم
ان پہ چڑیوں کی جنگ ہے باہم

ایک کھینچے ہے چونچ سے کرزور
ایک مگری پہ کر رہی ہے زور

بوریا پھیل کر بچھا نہ کبھو
کونے ہی میں کھڑا رہا یک سُو

ڈیوڑھی کی یہ خوبی گھر ایسا
چھپّر اِس چوچلے کا در ایسا

جنس اعلیٰ کوئی کھٹولا کھاٹ
پائے پٹّی رہے ہیں جس کے پھاٹ

کھٹملوں سے سیاہ ہے سوبھی
چین پڑتا نہیں ہے شب کو بھی

شب بچھونا جو میں بچھاتا ہوں
سر پہ روزِ سیاہ لاتا ہوں

© NCERT not to be republished

کیڑا ایک ایک پھر مکوڑا ہے — کھانے کو شام ہی سے دوڑا ہے
ایک چٹکی میں ایک چھنگلی پر — اک انگوٹھے پہ ایک انگلی پر
گرچہ بہتوں کو میں مسل مارا — پر مجھے کھٹملوں نے مِل مارا
ملتے راتوں کو گھس گئیں پوریں — ناخنوں کی ہیں لال سب کوریں
ہاتھ تکیہ پہ گہہ بچھونے پر — کبھی چادر کے کونے کونے پر
جھاڑتے جھاڑتے گیا سب بان — ساری کھاٹوں کی چولیں نکلیں ندان
نہ کھٹولا نہ کھاٹ سونے کو — پائے پٹّی لگائے کونے کو
سوتے تنہا نہ بان میں کھٹمل — آنکھ منہ ناک کان میں کھٹمل
اِک ہتیلی میں ایک گھائی میں — سینکڑوں ایک چارپائی میں
ہاتھ کو چین ہو تو کچھ کہیے — کب تلک یوں ٹٹولتے رہیے
یہ جو بارش ہوئی تو آخر کار — اس میں سی سالہ وہ گری دیوار
ایسے ہوتے ہیں گھر میں تو بیٹھے — جیسے رستے میں کوئی ہو بیٹھے
دو طرف سے تھا کتّوں کا رستہ — کاش جنگل میں جاکے میں بستا
ہو گھڑی دو گھڑی تو دھتکاروں — ایک دو کتّے ہوں تو میں ماروں
چار جاتے ہیں چار آتے ہیں — چار عف عف سے مغز کھاتے ہیں
دن کو ہے دھوپ رات کو ہے اوس — خوابِ راحت یہاں سے سو سو کوس
قصّہ کوتاہ! دن اپنا کھوتا ہوں — رات کے وقت گھر میں ہوتا ہوں

نہ اثر بام کا، نہ کچھ در کا
گھر ہے کاہے کا نام ہے گھر کا

(میرؔ)

© NCERT not to be republished

مشق

لفظ و معنی

پامال	:	روندا ہوا، پاؤں سے ملا ہوا
خم	:	ٹیڑھا
لونی	:	وہ نمکین مٹی جو دیواروں سے جھڑتی ہے
بیش و کم	:	زیادہ کم
تر	:	نم، بھیگا ہوا
کبھو	:	کبھی، کسی وقت
روزِ سیاہ	:	مصیبت کا دن، مصیبت میں مبتلا ہونا
گہہ	:	کبھی
ندان	:	آخر کار
سی سالہ	:	تیس سال کا
دُھتکار	:	لعنت، ملامت
بام	:	چھت
چوچلا	:	نخرا، ادائیں
در	:	دروازہ
جنس	:	چیز
تُنک	:	تھوڑا
بان	:	وہ ڈوری یا رسّی جس سے پلنگ بُنی جاتی ہے
کھٹولا	:	چھوٹی کھاٹ یا چارپائی جس پر بچّے سوتے ہیں

© NCERT not to be republished

سوبھی	:	وہ بھی
عف عف	:	کتّوں کے غرّانے کی آواز
راحت	:	آرام، سکون
قصّہ کوتاہ	:	مختصر یہ کہ

سوالات

1۔ 'اس خرابی میں، میں ہوا پامال' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

2۔ میؔر نے اپنے گھر میں کھٹملوں کا ذکر کس طرح کیا ہے؟

3۔ شاعر نے گھر کو راستہ کیوں کہا ہے؟

4۔ عف عف سے مغز کھانے کا کیا مطلب ہے؟

5۔ میؔر نے یہ کیوں کہا ہے ''گھر ہے کا ہے کا نام ہے گھر کا''؟

زبان وقواعد

• نیچے لکھے مصرعوں کو مکمل کیجیے:

کیا کہوں میرا اپنے گھر کا حال..

لونی لگ لگ کے جھڑتی ہے ماٹی..

....سر پہ روزِ سیاہ لاتا ہوں

یہ جو بارش ہوئی تو آخر کار..

....جیسے رستے میں کوئی ہو بیٹھے

قصّہ کوتاہ! دن اپنا کھوتا ہوں..

....گھر ہے کا ہے کا نام ہے گھر کا

© NCERT not to be republished

غور کرنے کی بات

میرؔ کی یہ ایک نہایت دل چسپ مثنوی ہے۔ میرؔ نے اس مثنوی میں اپنے گھر کی بدحالی کو ایک خاص انداز سے بیان کیا ہے۔ اس نظم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تقریباً ہر شعر کے الفاظ ایک دوسرے سے کوئی نہ کوئی مناسبت رکھتے ہیں۔

عملی کام

☆ اس مثنوی کا خلاصہ لکھیے۔

© NCERT not to be republished